نصیر الرحمٰن ساجد☆

انٹرویو

ماہنامہ 'رشد' کے سلسلہ انٹرویو میں ہر ماہ جامعہ لاہور الاسلامیہ کے ایک گرامی قدر اُستاد کو اپنی نشیب و فراز، علمی و عملی زندگی کے اِرتقائی سفر اور دیگر تعارفی اُمور کے لیے دعوت دی جاتی ہے تا کہ قارئین 'رشد' خصوصاً طلبا جامعہ، اَساتذہ کی علمی و عملی زندگی اور تجربہ سے استفادہ کرتے ہوئے حصولِ علم کی راہ پر گامزن رہیں۔ ادارہ کی طرف سے اس ماہ مدعو کی گئی شخصیت مولانا محمد اسحاق طاہر ﷾ ہیں جو فاضل مدینہ یونیورسٹی اور تجربہ کار استاذ ہیں۔ اللہ تعالیٰ طلبا کو ان کے تجربہ تدریس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ [ادارہ]

رشد: اپنا مکمل نام بتائیں؟

مولانا: میرے گھر والوں نے میرا نام محمد اسحاق ہی رکھا تھا، لیکن میں نے اپنے طور پر ساتھ طاہر کا بطورِ تخلص اضافہ کر دیا۔ والد صاحب کا نام محمد طفیل ہے۔

رشد: تاریخ پیدائش اور جائے پیدائش کے بارے میں بتائیں؟

مولانا: یکم اپریل ۱۹۷۸ء کو میں صفدر آباد ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوا جہاں ابھی تک ہم رہائش پذیر ہیں۔

رشد: جب ہوش سنبھالا تو گھر کا ماحول کیسا پایا؟

مولانا: الحمدللہ گھر کا ماحول خالص دینی ماحول تھا جس میں صوم و صلاۃ کے علاوہ دوسرے اسلامی شعائر کا بھی احترام کیا جاتا تھا۔

رشد: کل کتنے بہن بھائی ہیں؟

مولانا: چار بہنیں، دو بھائی، کل چھ افراد ہیں۔

رشد: ابتدائی تعلیم کا آغاز کب اور کہاں سے کیا؟

☆ متعلّم ثالثہ کلیہ، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

مولانا: ابتدائی تعلیم محلے کے ایک پرائمری سکول میں شروع کی اس وقت میری عمر تقریباً پانچ سال تھی۔ تقریباً دو سال پڑھنے کے بعد پھر ایک قریبی انگلش میڈیم سکول داخلہ لیا اور پرائمری تک وہاں پڑھا۔ اس کے بعد ہائی سکول صفدر آباد میں چلا گیا جہاں سے میں نے مڈل کیا۔ اس کے بعد دینی تعلیم کے لیے جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں داخلہ لیا۔

رشد: بچپن کے مشاغل کیا تھے؟

مولانا: ویسے میری طبیعت شروع سے یہی رہی ہے کہ میں اپنی تعلیم پر خصوصی توجہ دیتا تھا اور ساتھ ساتھ کھیل کود کا بھی بے حد شوقین تھا۔ خصوصاً سکول سے چھٹی کے بعد سیکنڈ ٹائم کرکٹ کھیلا کرتا تھا۔

رشد: جامعہ سلفیہ میں کب جانا ہوا؟

مولانا: مڈل کے بعد تقریباً ۱۹۹۲ء میں۔

رشد: دنیاوی تعلیم کو چھوڑ کر دینی تعلیم کے حصول کے لیے کس چیز نے آمادہ کیا؟

مولانا: میں سمجھتا ہوں کہ گھر کے دینی ماحول اور والد صاحب کے اٹل فیصلے نے، کیونکہ مڈل اچھے نمبروں سے پاس کرنے کے بعد خود میٹرک کرنا چاہتا تھا اور سکول کے ہیڈ ماسٹر نے بھی والد صاحب سے میری بابت کہا کہ بچہ ذہین ہے اسے میٹرک کر لینے دیں، لیکن والد صاحب نے دینی رجحان کے پیش نظر جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں داخل کروا دیا۔

رشد: یہاں آ کر آپ نے گھر اور مدرسے کے ماحول میں کس قدر فرق محسوس کیا؟

مولانا: گھر کے ماحول میں انسان کا دائرہ کار محدود ہوتا ہے اور اس کی سوچ میں بھی قابل قدر وسعت نہیں ہوتی اور نہ ہی عقل وفکر ایسے پروان چڑھتے ہیں جیسے باہر کے ماحول میں۔ اس لیے میں یہ کہوں گا کہ اگر انسان باہر کی زندگی مثبت انداز میں گزارے تو باہر کی زندگی بہت بہتر زندگی ہے، کیونکہ اس میں دوستوں میں اضافہ ہوتا ہے مختلف لوگوں کو سمجھنے کا موقعہ ملتا ہے اور اس میں انسان کی فکر اور سوچ کو ترقی ملتی ہے۔

رشد: آپ نے اپنے طور پر اپنے مزاج میں کس قسم کی تبدیلی محسوس کی؟

مولانا: ویسے تو ماحول کے ساتھ ہی انسان کا مزاج بھی بدل جاتا ہے، لیکن جو تبدیلی میں نے

خود اپنے مزاج میں محسوس کی وہ تھی نماز کی پابندی، اگر چہ گھر میں بھی الحمدللہ پابندی کرتا تھا، لیکن پورے اہتمام کے ساتھ مدرسہ میں کی، اگر چہ شروع میں شعور کی ناپختگی کی وجہ سے باہر کے ماحول میں خود کو ایڈ جسٹ کرنے میں دشواری پیش آئی اور میں نے یہ کوشش بھی کی کہ گھر میں ہی رہ کر تعلیم حاصل کی جائے، لیکن گھر والوں کے اصرار پر اپنے مزاج کو بدلا اور اس تبدیلی میں میری معاونِ خصوصی اساتذہ کی محبت اور تربیت بھی تھی جس کی بدولت بہت سی ایسی چیزیں سیکھنے کا موقع ملا جن کو انسان گھر کے ماحول میں فراموش کر دیتا ہے مثلاً کھیل کود، بے جا گھومنے پھرنے میں وقت ضائع کرنا وغیرہ۔

رشد: جیسا کہ آپ نے کہا کہ مزاج کی تبدیلی میں میرے اساتذہ کا اہم کردار تھا تو ابتدائی طور پر کن اساتذہ سے آپ نے کسب فیض کیا؟

مولانا: ابتداء میں مجھے جن اساتذہ کی صحبت حاصل ہوئی اُن میں شیخ عبدالحنان زاہد، شیخ صدیق (جو کہ مناظر بھی ہیں)، شیخ عتیق الرحمٰن حفظہ اللہ (جو اس وقت مدینہ یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کر رہے ہیں) ہیں۔ ان کے علاوہ بھی متعدد شیوخ سے سیکھنے کا موقع ملا۔

رشد: جامعہ میں آپ کے پسندیدہ اساتذہ کون کون سے تھے۔

مولانا: ویسے تو سارے اساتذہ ہی الحمدللہ اچھے تھے، لیکن جن سے میں زیادہ مانوس تھا وہ یہ ہیں: ◉ مولانا مسعود عالم حفظہ اللہ ◉ الشیخ یونس بٹ حفظہ اللہ

◉ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ ◉ حافظ محمد شریف حفظہ اللہ

رشد: جامعہ سلفیہ میں آپ اپنے قابل ذکر ہم عصر ساتھیوں کے بارے میں بتائیں؟

مولانا: جب میں جامعہ سلفیہ میں داخل ہوا تھا تو ہماری کلاس کی تعداد تقریباً ایک سو سے زیادہ تھی، لیکن جب ہم فارغ ہوئے تو اس وقت تقریباً ہم ۳۰ طلبہ تھے جن میں میرے قابل ذکر ہم عصر حافظ نذیر حفظہ اللہ جو اس وقت جامعہ سلفیہ میں استاد ہیں اور مولانا صبغت اللہ احسن حفظہ اللہ جو اس وقت جامع مسجد قدس اہل حدیث الہ آباد میں خطیب ہیں۔ ان کے علاوہ بھی میرے کچھ ایسے ہم عصر ہیں جو مختلف علاقوں میں دینی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

رشد: جامعہ سلفیہ سے کب فارغ ہوئے؟

مولانا: میں تقریباً ۲۰۰۰ء کے اوائل میں جامعہ سے فارغ ہوا اور یہی عرصہ میری زندگی کا قیمتی حصہ ہے، کیونکہ یہاں سے ہی میں نے اپنی تعلیم میں رسوخ حاصل کیا جو اب تک میرے کام آرہا ہے۔

رشد: اس دوران آپ کی تعلیمی حالت کیا تھی؟

مولانا: جامعہ کی اچھی پالیسیوں اور قابل اساتذہ کی وجہ سے شروع سے ہی میں نے خصوصی علوم میں پختگی حاصل کرلی تھی اور اس پختگی کی بدولت میں نے دوسری کلاس میں پہلی پوزیشن حاصل کی اس کے بعد اپنی کلاس میں آخری سال تک میں ہی پوزیشن ہولڈر رہا ہوں اور الحمدللہ میں نے جامعہ سلفیہ کو بھی متعدد بار ٹاپ کیا ہے۔

رشد: جامعہ سلفیہ میں ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی کبھی حصہ لیا؟

مولانا: جی ہاں الحمدللہ مجھے تقریر، تحریر، مضمون نگاری جیسے اہم فنون پر عبور حاصل تھا اور میں متعدد بار مسابقات میں انعام بھی حاصل کر چکا ہوں۔

رشد: جامعہ سے فراغت کے بعد کی ابتدائی سرگرمیاں کیا تھیں؟

مولانا: فراغت کے بعد گھر کے حالات کی وجہ سے مزید نہیں پڑھ سکتا تھا، کیونکہ بڑا میں تھا اور والد صاحب زمیندارہ کرتے تھے۔ جس سے گھر کا گزارا نہیں ہوتا تھا دو بڑی بہنوں کی شادی بھی کرنی تھی اس لیے مجھ پر ذمہ داریاں تھیں اور گھر والوں کا مطالبہ بھی تھا کہ مزید پڑھنے کے بجائے کوئی کام کریں۔ لہٰذا میں نے فیصل آباد کی ایک اکیڈمی میں کتابوں کی پروف ریڈنگ کا کام شروع کیا اور یہ سلسلہ ایک ماہ تک چل سکا تھا کہ میرے انتہائی مشفق استاد حافظ محمد شریف صاحب جن سے مجھے تقریباً مسلسل چار سال تک پڑھنے کا موقع ملا انہوں نے مجھ سے اپنی دیرینہ خواہش کا اظہار کیا کہ آپ جامعہ تربیہ میں تعلیم حاصل کریں۔ میں نے اپنی مجبوریوں کا کہہ کر معذرت کرلی لیکن انہوں نے پیشکش کی کہ ہم آپ کو ساتھ ہی لائبریری کی ذمہ داری بھی دیں گے جس کا معقول معاوضہ بھی ملے گا۔ ویسے مرکز سے بھی وظیفہ ملتا تھا تو اگلے ہی دن پھر میں گھر آیا اور ان سے کہا میں حافظ

صاحب کے پاس کام کرنے کی غرض سے جارہا ہوں جس کی بدولت مجھے آسانی سے اجازت مل گئی۔

رشد: مرکز التربیہ میں داخلے کے لیے کوئی انٹرویو وغیرہ بھی لیا گیا؟

مولانا: ویسے تو مرکز میں داخلہ بڑی مشکل سے ہوتا ہے ہر سال بیسیوں طلبا کوشش کرتے تھے کرتے ہیں، لیکن داخلہ ۱۸،۲۰ کا ہی ہوتا ہے۔ وجہ صرف یہی ہے کہ انٹرویو سخت ہوتا ہے، لیکن چونکہ مجھے شیخ کی طرف سے پیشکش تھی اور وہ میری قابلیت سے آشنا بھی تھے چنانچہ انہوں نے مجھے بغیر انٹرویو کے ہی کلاس میں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔

رشد: مرکز التربیہ میں کن اساتذہ سے استفادہ کا موقع ملا؟

مولانا: مرکز التربیہ میں بھی میرے تقریباً اساتذہ وہی تھے جو جامعہ سلفیہ میں تھے جن میں:

◉ مولانا مسعود عالم ﷾ ◉ حافظ محمد شریف ﷾

◉ عبداللہ ساجد ﷾ اور ان کے علاوہ مولانا ارشاد الحق اثری ﷾ وغیرہ۔

اور انہی اساتذہ کی وجہ سے مجھے وہاں الحمدللہ کافی پذیرائی ملی۔

رشد: مرکز تربیہ میں پیش آنے والا کوئی خاص واقعہ؟

مولانا: ہاں مرکز التربیہ میں آکر جو مجھے خاص چیز حاصل ہوئی وہ یہ تھی کہ مرکز میں پہلا پیریڈ تقریباً آدھے گھنٹے کا حفظ النصوص کا ہوتا تھا جس میں غیر حافظ کے لیے حفظ کرنا اور حافظ کے لیے دوسری کتب حدیث وغیرہ کا حفظ کرنا لازمی امر تھا میں چونکہ حافظ نہیں تھا اس لیے چاہیے تو یہ تھا کہ میں بھی حفظ کرتا، لیکن حفظ کرنے کے بعد بھول جانے کے خوف کی وجہ سے تقریباً ایک ماہ تک میں ٹال مٹول کرتا رہا اور حافظ صاحب نے بھی ایک ماہ تک مجھے نہیں پوچھا، لیکن بعد میں مجھے بلا کر سرزنش کی اور حکم صادر کیا کہ جیسے بھی ہو سکے تم نے حفظ کرنا ہے۔ چنانچہ میں نے اللہ کا نام لے کر پورے شوق کے ساتھ حفظ کرنا شروع کر دیا اور الحمدللہ اپنی محنت کی وجہ سے میں نے ایک ڈیڑھ سال میں حفظ مکمل کر لیا۔

رشد: اس دوران عصری علوم کا سلسلہ بھی جاری رہا کہ نہیں؟

مولانا: عصری علوم میں میں نے میٹرک اور ایف اے تو جامعہ سلفیہ میں ہی کر لیا تھا اور بی اے

میں نے مرکز التربیہ میں کیا جب کہ ایم اے میں نے اب پچھلے سال ہی کیا ہے۔ ماسٹر ڈگری کے لیٹ پاس کرنے کی وجہ عدم دلچسپی تھی، کیونکہ مجھے دینی تعلیم کے مقابلے میں دنیاوی تعلیم کی کوئی زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔

رشد: مرکز التربیہ میں آپ کی ہم مکتب قابل ذکر شخصیات کون سی ہیں؟

مولانا: قاری نعمان مختار سابق مدرس جامعہ رحمانیہ، محمد ابراہیم شاہین جو کہ آج کل سعودیہ میں ہیں، مشتاق نذیر وغیرہ۔ یہ تمام میرے اچھے دوست تھے اور ان کے ساتھ ہی میں نے بی اے کیا تھا۔ مرکز التربیہ سے فارغ ہونے میں میرے ابھی تین چار ماہ باقی تھے کہ میرا مدینہ یونیورسٹی میں داخلے کا لیٹر آ گیا تھا۔

رشد: آپ کا مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ کب ہوا؟

مولانا: مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ تقریباً ۲۰۰۲ء کے اواخر میں ہوا۔

رشد: داخلے کے لیے آپ نے خود کاغذات بھیجے تھے یا کوئی دورہ وغیرہ ہوا تھا؟

مولانا: میرا داخلہ دو دفعہ ہوا تھا ان دنوں میں جامعہ اسلامیہ کے مشائخ کا وفد ہر سال پاکستان آتا تھا اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد یا جامعہ رحمانیہ لاہور میں 'دورۂ تدریبیۂ' کے نام سے ایک دورہ ہوا کرتا تھا۔ جس میں میں نے ایک دفعہ ۱۹۹۶ء، ۱۹۹۷ء میں۔ جب میں جامعہ سلفیہ میں چوتھی کلاس کا طالب علم تھا، حصہ لیا، جامعہ رحمانیہ لاہور میں الحمدللہ میری بہترین پوزیشن رہی، لیکن اسناد نامکمل ہونے کی وجہ سے میرے داخلے کا عمل تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ چنانچہ جب میں مرکز میں زیر تعلیم تھا تو تقریباً ۲۰۰۲ء، ۲۰۰۳ء میں مدینہ سے مشائخ کا ایک وفد آخری مرتبہ پاکستان آیا۔ جہاں میں نے اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ شیخ عبداللہ شمسان وغیرہ کو انٹرویو دیا اور الحمدللہ میرا داخلہ ہو گیا۔

رشد: مدینہ یونیورسٹی میں آپ نے کس شعبے میں داخلہ لیا؟

مولانا: جامعہ اسلامیہ میں پہنچ کر عام طور پر طلباء کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ وہ شعبہ اللغة العربية میں داخلہ لیں، لیکن ہم نے مرکز التربیہ میں تقریباً اللغة العربية پڑھا ہی ہوا تھا، کیونکہ مرکز میں عربی بول چال رائج ہے، اس لیے میں نے جاتے ہی کلیہ الشریعہ

میں داخلہ لیا۔

رشد: مدینہ یونیورسٹی میں عام طور پر طلباء شعبہ اللغۃ میں داخلہ لیتے ہیں اسکی کوئی خاص وجہ ہے؟

مولانا: اس میں بعض طلباء کا مقصد ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ دیر تک وہاں رہ کر وظیفہ حاصل کیا جائے۔ بعض حرمین کی وجہ سے زیادہ دیر رہنا پسند کرتے ہیں اور بعض اپنا کاروبار بنانے کے لیے، یعنی ہر ایک کی اپنی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں۔

رشد: اس چار سال کے عرصہ میں کن شخصیات سے سیکھنے کا موقع ملا؟

مولانا: مدینہ یونیورسٹی میں الحمدللہ عرب وعجم کے مشہور شیوخ سے سیکھنے کا موقع ملا جن میں قابل ذکر: الشیخ مختار الشنقیطی، عبداللہ بن ابراہیم، ابوبکر الجزائری، عبدالمحسن العباد اور اسی طرح أئمہ مسجد نبوی کے دروس سے بھی مستفید ہونے کا وقتاً فوقتاً موقع ملتا رہا۔

رشد: اس دوران کوئی خاص اعزاز جس کی بدولت آپ کی امتیازی حیثیت رہی ہو؟

مولانا: ویسے تو الحمدللہ ہم نصابی سرگرمیوں کی بدولت بھی بڑی پذیرائی ملی کئی دفعہ مسابقات میں انعامات بھی حاصل کیے، لیکن اس دوران ایک بڑی امتیازی حیثیت جو تھی وہ تھی تمام پاکستانی طلباء کی امارت و مسئولیت جو کہ میرے ذمہ تھی۔

رشد: یہاں سے فراغت کب حاصل کی؟

مولانا: مدینہ یونیورسٹی سے میری فراغت تقریباً ۲۰۰۶ء کے اواخر میں ہوئی۔

رشد: سعودیہ میں ہی کہیں کام کرنے کی آفر ہوئی؟

مولانا: جی ہاں مجھے ادارہ جالیات میں کئی دفعہ کام کرنے کی آفر ہوئی جس کے بدلے میں پرکشش تنخواہ بھی تھی، لیکن میں ہر بار یہی کہہ کر کہ میں اپنے ملک میں تدریس کرنا چاہتا ہوں، ٹھکرا دیتا۔ چنانچہ جبمیں پاکستان آیا تو چونکہ رمضان کی آمد آمد تھی اور مدارس کے تعلیمی سال کا اختتام ہونے کی بدولت مجھے کوئی خاص موقع نہ مل سکا کہ میں اپنی خواہش کے مطابق کام کرسکوں چنانچہ میں نے فارغ رہنا بھی مناسب نہ سمجھا اور دارالسلام سے ترجمہ کرنے کے لیے ایک کتاب لے لی جو کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سیرت پر تھی۔ چنانچہ ان تین چار ماہ میں میں نے اس کا ترجمہ کیا۔

رشد: رمضان کے بعد تدریس کا موقع ملا؟

مولانا: جی ہاں رمضان کے بعد میں حافظ شریف صاحب کے کہنے پر تدریس کی غرض سے گوجرانوالہ چلا گیا جہاں میں نے تقریباً چھ سات ماہ تدریس کی پھر والد صاحب کو گلے کا کینسر ہو گیا جس کی بدولت یہ سلسلہ چھوڑ کر گھر واپس آنا پڑا۔ تقریباً تین چار ماہ تک والد صاحب کی تیمارداری کی وجہ سے فارغ ہی رہا پھر نومبر ۲۰۰۷ء کو میرے والد صاحب انتقال فرما گئے۔ **إنا لله وإنا إليه راجعون**

اس دوران ہمارے اوپر قرض کا بوجھ بھی بڑھ گیا تھا کیونکہ والد صاحب کے علاج کے لیے آنے والا خرچ قرض کے ذریعے ہی ہو رہا تھا چنانچہ میں نے سوچا کہ کہیں تدریس کی جائے۔ اس کے لیے میرا رجحان لاہور کی طرف تھا۔ اسی اثنا میں حافظ جواد حیدر (مدیر ماہنامہ الاحیاء)، قاری نعمان مختار اور محمد ابراہیم شاہین (سابق مدرس جامعہ رحمانیہ) نے مجھے رحمانیہ آنے کی پیش کش کی جس کو میں نے قبول کر لیا۔ چنانچہ جواد صاحب نے میری ملاقات اور تعارف قاری حمزہ مدنی (مدیر شعبہ حفظ جامعہ رحمانیہ) سے کروایا۔ چنانچہ ۲۰۰۷ء کے آغاز میں میں نے باقاعدہ طور پر جامعہ رحمانیہ میں تدریس کا آغاز کر دیا جو کہ تا حال جاری ہے۔

رشد: ابتدائی طور پر ایک مدرس کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

مولانا: آدمی کسی بھی فیلڈ میں جائے تو ابتدائی طور پر اسے کچھ دشوارتی ہوتی ہے جب تک کہ وہ اس میں میچور یا پختہ نہ ہو جائے اور خصوصاً جب ایک آدمی زمانہ طالب علمی کے بعد تدریسی میدان میں قدم رکھتا ہے تو اسے بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جن کے سدباب کے لیے اپنے بڑوں سے راہنمائی لینا پڑتی ہے۔ اسی طرح طلباء کے ساتھ تعلق کو بہتر بنانے میں بڑی سمجھداری کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض اپنے رویہ کی وجہ سے اسی میں ہی فیل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ماحول میں ایڈجسٹ ہونے میں بھی تھوڑا وقت لگتا ہے جو کہ یقیناً دشوار ہوتا ہے۔

رشد: فراغت کے بعد آپ نے اپنے علاقے میں کام کرنا کیوں مناسب نہ سمجھا؟

مولانا: ایسی کوئی بات نہیں، آپ یہ نہ کہیں کہ میں بالکل ہی اپنے علاقے میں کام نہیں کر رہا۔

الحمدللہ وقتاً فوقتاً میں اپنے گاؤں والوں کی خدمت کرتا رہتا ہوں اوراس کے لیے میرے گاؤں میں میرا پندرہ روزہ درس بھی ہوتا ہے، لیکن جس طرح میں کام کرنا چاہتا تھا اس طرح نہیں کرسکا، جس کی متعدد وجوہات تھیں کچھ وسائل کی عدم دستیابی اور کچھ گھریلو مجبوریاں جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا۔

رشد: موجودہ حالات میں پاکستان کس طرف جارہا ہے؟

مولانا: ہلکے سے تبسم کے ساتھ! یہ دانشور قسم کے لوگوں سے کرنے کے سوالات ہیں جو آپ ہم جیسے ناتجربہ کار لوگوں سے کر رہے ہیں۔تھوڑے سے توقف کے بعد! اس کے بہت رسمی قسم کے جوابات دیئے جاتے ہیں، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ بیرونی خطرات تو منڈلا ہی رہے ہیں البتہ ہمارے عوام فکری انحراف کا شکار بھی ہیں اور بدعملی کا بھی جس کی وجہ سے پاکستان پر مختلف قسم کے مصائب ٹوٹ رہے ہیں مجموعی طور پر اُمت مسلمہ کے حالات بھی کچھ ایسے ہی ہیں۔

رشد: ممبئی حملوں کے بعد بھارت کی دھمکیوں، کے جواب میں پاکستانی حکومت کا ردِعمل درست ہے یا نہیں؟

مولانا: پاکستان کو جو ردِعمل دکھانا چاہئے تھا وہ نہیں دکھایا گیا۔آپ کو معلوم ہے کہ کافر فطری طور پر بزدل ہوتا ہے۔ اگر وہ آنکھیں دکھائے تو اینٹ کے جواب میں پتھر دکھانے سے خود بخود سیدھا ہوجاتا ہے۔اس لیے اگر پہلے دن سے ہی سخت جو ب دیا جاتا تو آج یہ نوبت نہ آتی۔

رشد: بیرونی دباؤ کی بدولت جماعۃ الدعوۃ اور دیگر فلاحی تنظیموں پر پابندی کے حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

مولانا: یہ ہماری حکومت کی کمزوری ہے کہ وہ کفر کے دباؤ کا سامنا نہیں کر سکے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ان سے ثبوت مانگتے، عالمی عدالت میں جاتے یا سلامتی کونسل کی طرف رجوع کرتے بس بلاسوچے سمجھے اپنوں کو ہی قصوروار ٹھہرانا مناسب نہیں۔

رشد: آپ نے سلامتی کونسل کی بات کی ہے اس ادارے کے متعلق آپ کیا کہیں گے؟

مولانا: ویسے تو یہ اسلام دشمن قوت کا ایک مجموعہ ہے جس کا نام اقوام متحدہ لیا جاتا ہے جس کا مقصد ہی اہل اسلام کا خاتمہ ہے۔ اسلام مخالف قرار دادیں نا صرف منظور ہوتی ہیں بلکہ ان پر عملدرآمد کے لیے ہر ممکن اقدام اٹھایا جاتا ہے جب کہ اسرائیل اور فلسطین کا معاملہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ پھر بھی پاکستان کو جماعۃ الدعوۃ کے معاملے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہئے تھی اور دنیا کے سامنے اپنے موقف کو جرأت مندانہ طریقے سے واضح کرنا چاہئے تھا نہ کہ بزدلی سے۔

رشد: اس کے مقابلے میں مسلم ممالک کو کیا لائحہ عمل اپنانا چاہئے؟

مولانا: اس وقت بس اتحاد ہی وہ واحد ذریعہ ہے کہ جس کے ذریعے ہم صلیبی اور یہودی قوتوں سے چھٹکارا حاصل کرسکتے ہیں۔

رشد: اس وقت اسلامی انقلاب کیسے ممکن ہے؟

مولانا: طلباء اور علماء اگر اپنے اوپر یہ لازم کرلیں کہ ہم نے اسلام کی دعوت کو اپنے گھر یا مسجد تک ہی محدود نہیں رکھنا بلکہ پوری دنیا کو اسلام کے روحانی نور سے روشن کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح حقیقی اسلامی انقلاب برپا ہوسکتا ہے۔

رشد: جمہوریت جو کہ ایک کفریہ نظام ہے اور عصر حاضر میں سیاسی وغیر سیاسی شخصیات جمہوریت کا ہی ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اس کے متعلق آپ کیا کہیں گے۔؟

مولانا: حالات کا دھارا یا حالات کا جبر ہمیں اس موقع پر لے آیا ہے کہ ہمیں بادل نخواستہ اس نظام کو قبول کرنا پڑ رہا ہے وگرنہ یہ اسلام کی روح کے بالکل خلاف ہے البتہ أخف الضررین کے تحت علماء نے اس نظام کی حمایت کی ہے کیونکہ ہم اس نظام کو بدل تو نہیں سکتے البتہ اس کے اندر رہتے ہوئے ہم اس میں اصلاح کا دائرہ کار وسیع کرسکتے ہیں اور میں بھی اس نظریے کو صحیح سمجھتا ہوں۔

رشد: تو کیا اس کے ذریعے اسلام کا نفاذ ممکن ہے؟

مولانا: نہیں، کیونکہ ہماری عوام کی اکثریت آپ کو پتہ ہے کہ:

﴿إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَٰسِقُونَ﴾ ایسے لوگوں کو ہی اوپر لایا جاتا ہے جس کی وجہ سے

اسلام کا نفاذ ناممکن ہے۔

رشد: تو پھر کیا علماء کو اس جمہوری عمل کا حصہ بننا چاہیئے؟

مولانا: بالکل جمہوری عمل میں شامل ہونا چاہیئے تاکہ اپنی آواز کو اوپر پہنچایا جا سکے اگرچہ ایسے لوگوں کی تعداد کم ہوتی ہے، البتہ کسی حد تک فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں ہیں، مولانا معین الدین لکھوی ﷿ کی مثال آپ کے سامنے ہے۔

رشد: ماہنامہ رُشد کے اجراء کے حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

مولانا: الحمد للہ یہ ایک اچھی کاوش ہے کہ جس کے ذریعے طلباء میں فکری رجحان کو اجاگر کرنے کا موقع مل رہا ہے اور ویسے بھی یہ اپنے اندر ظاہری اور باطنی اعتبار سے بڑی جاذبیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جاری و ساری رکھے۔

رشد: طلباء اور رشد کے قارئین کے نام کوئی پیغام؟

مولانا: ہمارے مجلّہ کو اکثر طلبا ہی پڑھتے ہیں اس لیے طلباء کے لیے میری یہی نصیحت ہے کہ یہ ہمارے پڑھنے کا وقت ہے اس لیے اس کے ایک ایک لمحے کو غنیمت جانیے اور اپنے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو اس رسالے کے ذریعے سے اُجاگر کیجئے۔ اپنے سامنے ایک ٹارگٹ رکھیں اور اسی کے مطابق محنت اور کوشش کریں۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

............*

تبلیغ دین کے لیے مجلس التحقیق الاسلامی کی ایک اور منفرد کاوش

www.mohaddis.com

ویب سائٹ کی شاندار کامیابی کے بعد

ایک قدم اور آگے

www.kitabosunnat.com

کتاب وسنت ڈاٹ کام

- اردو زبان میں آن لائن اسلامی لٹریچر پر مبنی سب سے بڑی ویب سائٹ
- موضوعاتی انڈیکس کے ساتھ ہر موضوع پر جید علماء کی تصانیف ومضامین
- کتب اور مضامین کی فری ڈاؤن لوڈنگ کی سہولت
- شرعی راہنمائی کے لیے آن لائن فتویٰ کی سہولت
- تلاوت قرآن، نظمیں اور تقاریر ودروس پر مبنی آڈیو، ویڈیو سیکشن
- مختلف آن لائن اسلامک سافٹ وئیرز اور آن لائن لائبریری
- آن لائن ماہنامہ محدث اور ماہنامہ رشد (مکمل شمارے)

زیر سرپرستی: حافظ عبدالرحمٰن مدنی (رئیس مجلس التحقیق الاسلامی)

زیر نگرانی: حافظ حسن مدنی (مدیر ماہنامہ محدث، لاہور)

حافظ حمزہ مدنی (مدیر مجلس التحقیق الاسلامی)

ویب ماسٹرز: حافظ اختر علی (انچارج آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ ادارہ ہذا)

hafi_alipk@hotmail.com,hfizakhtar2000@yahoo.co.uk

محمد شاکر (ویب سائٹ ڈیزائنر اینڈ کنٹرولر)

kitabosunnat@gmail.com,truemaslak@gmail.com